رؤیت ہلال کے لئے شہادت کے طریقہ کار کا شریعت اسلامیہ اور جدید سائنس کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Research analysis of method of witnessing Moon sighting in light of Islamic shariah and modern science

Shaukat Ali
PhD Scholar, Shariah Department, Allama Iqbal Open University, Islamabad
shaukatswabien@gmail.com

Dr. Ghulam Yousaf
Ex-Chairman, Shariah Department, Allama Iqbal Open University, Islamabad
drghulamyousuf2011@gmail.com

ABSTRACT

This article aims to describe the issue of evidence in moon sight in the light of Islamic law and modern science. In the present era, particularly in Pakistan, the people are facing many difficulties in the month of Ramadan and Eidulfitr due to the difference between Central moon sight committee and local committees established by government of Pakistan and the other private committees in this regard. Therefore, I have tried to discuss the root of the issue, which is regarding the evidence of the moon sight and its method which was formulated by Islamic law. The differences is mostly based on the method of presenting and accepting of the evidence of eyewitnesses, likewise, how will be these eyewitness examined and cross examined by the members of committees established for such purpose. Moreover it will also be discussed that can we get some guideline or help by modern science are not? It is important to note, that mostly examination

does not based on the rules provided by Shar'iah nor they apply modern astronomy tips while handling eyewitnesses. All members of moon sight committee need to know and apply these rules and commands in this regard.

Key Words: *Moon sight, Evidence, Islamic Law, central committee*

تمہید

شریعت اسلامیہ نے اپنے پیروکاروں پر عبادت کے طور پر چند اعمال کی بجا آوری لازم قرار دیا ہے۔جیسا کہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ، کہ اسلام کی بنا پانچ چیزوں (امور) پر رکھی گئی ہے ، ایک کلمہ شہادت پڑھنا، دن رات میں پانچ وقت نماز، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، زکوۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔اس حدیث مبارک میں ذکر کردہ بنیادی اعمال میں سے ایک اہم عمل ماہ رمضان کے روزوں کا بھی ہے۔چنانچہ اسلام میں ہر عاقل بالغ اور صحتمند مرد وزن پر پورے ماہ رمضان کے روزے رکھنا فرض ہے۔ماہ رمضان کا مہینہ کبھی تیس دن کا اور کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے۔اب ماہ رمضان کا آغاز کس طرح کیا جائے اور اختتام کا کیسے پتہ چلے گا کہ اب مہینہ ختم ہو گیا اور روزے مکمل ہو گئے۔ چنانچہ اس بات کا دارومدار یعنی مہینے کے آغاز اور اختتام کو شریعت اسلامیہ نے چاند کے نظر آنے پر موقوف فرمایا ہے۔چاند جب طلوع ہو گا یعنی جس دن غروب آفتاب کے بعد افق غربی پر نظر آجائے تو اگلا دن اس مہینے کا پہلا دن شمار ہو گا اور اسی طرح جب چاند ختم ہو گا تو اسی مہینے کا وہ آخری دن سمجھا جائے گا۔اور چاند کے اختتام کو اس وقت تک یقینی نہیں سمجھا جائے گا جب تک اگلے مہینے کا چاند نظر نہ آئے۔چنانچہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کی بنا پر ماہ رمضان کے پہلے دن کا تعین بھی شریعت نے ضروری قرار دے دیا تاکہ مسلمان واقعتاً مہینے کے پہلے دن سے ہی اپنے روزوں کا آغاز کرلیں۔اور چاند کے پہلے دن کی تعیین کے لئے شریعت نے عینی شاہدین کی گواہی شرط

کے درجے میں ضروری قرر دے دی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے شہادت اخذ کرنے کا جو اصول و قواعد بیان کئے ہیں اور جدید سائنس جو کچھ چاند کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔ کیاان تینوں کے درمیان مطابقت پائی جاتی ہے یا نہیں؟

اس آرٹیکل میں سب سے پہلے شہادت کی لغوی اور شرعی تعریفات بیان کی گئی ہیں، پھر شہادت کے لئے شریعت کے مقرر کردہ وہ تمام اصول وضوابط درج کئے گئے ہیں جن کا پایا جانا مجلس قضاء میں شہادت کے وصول کے لئے اشد ضروری ہوتا ہے۔ مثلا گواہ کے اوصاف یعنی گواہ کا عادل ہونا ضابط ہونا(یعنی جس کے یاداشت درست ہوں) جھوٹ یا کسی قسم کے گناہ کبیرہ سے اجتناب کرنے والا ہو۔ اس کے علاوہ زیر نظر آرٹیکل میں چاند کا سائنسی پہلو بھی زیر غور لایا گیا، تاکہ تزکیۃ الشہود کے معاملے میں ایک قاضی دھوکے کا شکار نہ ہو جائے، مثلا اگر چاند کے فنی احوال ہمیں بتادے کہ آج افق غربی پر چاند کا وجود نہیں ہے یعنی چاند سورج سے پہلے غروب ہو جائے گا، تو اسی صورت میں اگر کوئی شہادت آجائے تو اسے لامحالہ گواہی دینے والے کی طرف سے جھوٹ یا اس کے مغالطے پر حمل کر کے قبول کرنے سے اجتناب کیا جائے گا۔ لہذا شہات کے معاملے میں چاند کا فنی پہلو مد نظر رکھ کر دھوکہ سے بچا جاسکتا ہے۔

شہادت کا لغوی معنی :

لفظ شہادت کے اصل مادہ " ش ہ د" الفاظ ہیں۔ ادب عربی کی اصطلاح میں اسے "ثلاثی مجرد "یعنی خالص تین حرفی مصدر کہا جاتا ہے۔ اس کا مصدر "شہادت" ہے اور یہ وزن کے اعتبار سے باب سمع یسمع کے وزن پر استعمال ہوتا ہے۔ شھد یشھد فھو شاہد کسی بات کی یقینی خبر دینا [1]۔ اسی طرح کسی کے حق میں یا کسی کے خلاف گواہی اور بیان دینے کے بارے میں آتا ہے: شھد لفلان علی فلان بکذا اسی سے مشاہدہ بمعنی دیکھنا اور مشاہدہ کرنا بھی آتا ہے جب یہ باب مفاعلہ کے وزن پر آجائے۔ اس کی جمع مشاھدات، بمعنی محسوسات وادراکات، آتا ہے۔ اسی سے شاہد بمعنی گواہی دینے والا اور اس کی جمع

شہود آتا ہے۔اسی طرح شہادۃ بمعنی سند و سرٹیفکیٹ آتا ہے، شہادۃ التقدیر، اعزازی سند۔ شھادۃ الصحیۃ :ہیلتھ سرٹیفکیٹ، شہادۃ الابتدائیہ: پرائمری سرٹیفکیٹ[2]

شہادت کی اصطلاحی تعریف:

دراصل شہادت کسی بھی واقعے کے بارے میں نفس خبر یا بیان کا نام نہیں کہ کوئی شخص کہہ دے کہ فلاں شخص نے فلاں کام کیا تھا۔بلکہ شہادت اس بیان کا نام ہے جو کہ باقاعدہ کچھ اصول وضوابط کے تحت مجلس قضاء میں وقوع پزیر ہو۔اس کے لئے لفظ شہادت (عربی میں **اَشْہَدُ**) کا ذکر،واقعہ کا چشم دید تذکرہ، قاضی کے سامنے روبرو حاضر ہونا،اگر کسی دوسرے قاضی کے فیصلے کی شہادت دینا ہے تو اس فیصلے کی وہ تحریر جو کہ مجلس قضاء میں پہلے قاضی نے قلم بند کی ہے، پیش کرناوغیرہ وغیرہ۔فقہاء کرامؒ نے طریقہ شہادت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَيَكْفِى فِى الشَّهَادَةِ : أَشْهَدُ أَنِّى رَأَيْتُ الْهِلَالَ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الرَّافِعِىُّ فِى صَلَاةِ الْعِيدِ وَصَرَّحَ بِهِ الْقَاضِى شُرَيْحٌ وَالرُّويَانِىُّ وَغَيْرُهُمَا"[3]

"اور شہادت میں یہ کافی ہے کہ یوں کہا جائے: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (اپنی آنکھوں سے) چاند دیکھا ہے جیسا کہ امام رافعیؒ نے صلوٰۃ العید میں اس کی تصریح کی ہے۔اور اسی طرح قاضی شریحؒ اور امام رویانیؒ وغیرہ نے بھی یہی بات کی ہے"

شہادت کے اقسام:

جب کسی شخص کا بیان کسی واقعے کے بارے اس طریقہ کار کے مطابق سامنے آجائے تو اس بیان کو گواہی یا شہادت کہا جاتا ہے۔عام طور پر شہادت تین طریقوں سے ادا کی جاتی ہے۔شہادت عینی ،شہادت علی الشہادت اور شہادت علی القضاء ۔حضرت مولاناانور شاہ کشمیریؒ تحریر فرماتے ہیں : واعلم أن الهلال يثبت بالشهادة بالرؤية أو الشهادة على الشهادة أو الشهادة على القضاء"[4]

"چاند شہات رؤیت، شہادت علیٰ الشہادت یا شہادت علی القضاء (میں سے کسی بھی ایک شہادت) سے ثابت ہوتا ہے" چنانچہ چاند کے ثبوت کے لئے ان تین طریقوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔ کسی ایک طریقے سے بھی اگر چاند کا ثبوت مل جائے تو شرعی طور پر اسلامی مہینے کا آغاز ہو جاتا ہے۔

ا: شہادۃ علی الرؤیۃ(شہادت عینی)

شہادت عینی کا مطلب یہ ہے کہ شہادت دینے والا شخص مجلس قضاء میں حاضر ہو کر کسی واقعہ کی چشم دید گواہی دے۔ کہ اس نے خود ایسا کام ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ چنانچہ البحر الرائق میں ہے:

وَأَمَّا مَعْنَاهَا فی الِاصْطِلَاحِ فقال فی الْعِنَايَةِ إخْبَارٌ صَادِقٌ فی مَجْلِسِ الْحُكْمِ بِلَفْظِ الشَّهَادَةِ "[5]

اور اس (شہادت علی الرؤیۃ) کا اصطلاحی معنی وہ ہے جو عنایہ میں منقول ہے کہ مجلس قضاء میں لفظ شہادت کے ساتھ کوئی سچی خبر بیان کرنا"

لہٰذا رؤیت ہلال میں شہادت علی الرؤیۃ کی تفصیل اس طرح ہوگی کہ گواہی دینے والا شخص یوں بیان دے: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے فلاں وقت میں فلاں مقام پر بجانب افق غربی بذات خود اپنی آنکھوں سے اس طرح اس طرح چاند دیکھا ہے۔ یعنی اپنا بیان بالکل واضح الفاظ میں درج کرائے گا جس میں کسی قسم کا ابہام نہ پایا جاتا ہو۔ چاہے وہ مقام رؤیت ہو، یا وقت رؤیت ہو اور یا چاند کی حالت کے حوالے سے ہو۔ شہادت ہر اعتبار سے کسی قسم کے ابہام سے صاف ہونا ضروری ہے۔

۲: شہادت علی الشہادۃ(شہادت کی گواہی)

شہادت علی الشہادۃ کا مطلب یہ ہے کہ گواہی دینے والا شخص یوں کہے کہ میں اس بات کی شہادت دے رہا ہوں کہ میرے سامنے فلاں شخص نے اس طرح کی گواہی دی ہے، (گواہی کی تفصیل بتادے گا) اور پھر اس نے مجھے اپنی شہادت پر گواہ بنا کر یہاں (مجلس قضاء میں) بھیجا ہے۔ یعنی

مجلس قضاء میں کسی دوسرے شخص کی شہادت کی گواہی دینا۔ چنانچہ البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

قَوْلُہُ وَأَدَاءُ الْفَرْعِ أَنْ يَقُولَ : أَشْهَدُ أَنَّ فُلَانًا أَشْهَدَنِي عَلَى شَهَادَتِهِ أَنَّ فُلَانًا أَقَرَّ عِنْدِي بِكَذَا وَقَالَ لِي : اشْهَدْ عَلَى شَهَادَتِي بِكَذَا" [6]

"فرع کی اداء شہادت اس طرح ہوگی کہ وہ کہے کہ: میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے مجھے اپنی شہادت پر اس طرح گواہ بنایا کہ فلاں شخص نے میری موجودگی میں فلاں چیز کا اقرار کیا ہے۔ اور مجھے کہا کہ میری اس شہادت کی ایسی شہادت دو"

نیز شہادت علی الشہادۃ میں یہ بھی ضروری ہے کہ شہادت دینے والا شخص اپنی اصل (یعنی جس شخص کی شہادت پر شہادت دی جارہی ہو اس) کو ولدیت کے ساتھ پہچانتا ہو، اب اگر وہ محض یہ گواہی دے دے کہ میں اس کو پہچانتا تو نہیں مگر میں نے اس کو اس قسم کی شہادت دیتے ہوئے سنا ہے، تو فقہاء کرام نے اس کو بھی رد کیا ہوا ہے۔

چنانچہ: بحر الرائق میں ہے:

"شُهُودُ الْفَرْعِ يَجِبُ أَنْ يَذْكُرُوا أَسْمَاءَ الْأُصُولِ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَأَجْدَادِهِمْ حَتَّى لَوْ قَالَا : نَشْهَدُ أَنَّ رَجُلَيْنِ نَعْرِفُهُمَا أَشْهَدَانَا عَلَى شَهَادَتِهِمَا أَنَّهُمَا يَشْهَدَانِ بِكَذَا وَقَالَا: لَا نُسَمِّيهِمَا أَوْ لَا نَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمَا لَمْ تُقْبَلْ لِأَنَّهُمَا تَحَمَّلَا مُجَازَفَةً لَا عَنْ مَعْرِفَةٍ "[7]

"فرع کے گواہوں پر واجب ہے کہ وہ اصول اور اصول کے آباء واجداد کے ناموں کو ذکر کریں۔ چنانچہ اگر وہ دونوں کہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہم ان دو آدمیوں کو جانتے ہیں جنہوں نے ہمیں اپنی شہادت پر گواہ بنایا ہے، کہ انہوں نے اس قسم کی شہادت کی ہے۔ اور کہا کہ ہم ان کے نام نہیں بتاتے اور یا یہ کہا کہ ہم ان کے نام نہیں جانتے، تو ان کی یہ شہات (علی الشہادت) قبول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ یہ انہوں نے اندازے سے بیان کیا ہے علم و معرفت سے نہیں کیا ہے"

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اداء شہادت کے وقت تک اصول الشہادۃ عدالت پر قائم ہوں اب اگر اس دوران وہ کسی بھی وجہ سے صفت عدالت سے محروم ہو جائیں، تو پھر بھی اس شہادت (علی الشہادۃ) کو قبول نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ الجوہرۃ النیرۃ میں ہے:

"وَيُشْتَرَطُ بَقَاءُ شُهُودِ الْأَصْلِ عَلَى أَہْلِيَّۃِ الشَّهَادَةِ حَتَّى لَوْ فَسَقَا أَوْ عَمِيَا أَوْ خَرِسَا لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَةُ الْفَرْعِ"[8]

" اور یہ بات شرط ہے کہ (اداء شہادت تک) اصول اہلیتِ شہادت کی صفات سے متصف ہوں، چنانچہ اگر وہ فاسق ہو گئے یا اندھے ہو گئے، یا گونگے ہو گئے تو فروع کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی"

۳: شہادت علی القضاء (قاضی کے فیصلے کی گواہی):

اسلام میں بہت سارے بنیادی اور نہایت اہم امور ایسے پائے جاتے ہیں، جن میں تحریر کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ ابتداء اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مختلف بادشاہوں کو خطوط لکھے گئے ہیں جن میں انہیں توحید ورسالت یعنی دین اسلام کے بنیادی عقائد کی دعوت دی جاتی تھی۔ لہٰذا اصولی طور پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ شریعت اسلامی میں تحریر کو باقاعدہ ایک حیثیت دی گئی ہے جس کا بوقت ضرورت اعتبار ضرور کیا جاتا ہے۔ مگر کوئی بھی تحریر اس وقت تک قابل قبول نہیں سمجھی جاسکتی جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ تحریر واقعی اس شخص کی ہے جس کی طرف یہ منسوب کی گئی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ایک شخص کی تحریر دوسرے شخص کی تحریر سے متشابہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں الخط یشبہ الخط۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خطوط پر اپنا مہر مبارک ثبت فرمایا کرتے تھے تاکہ پڑھنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ یہ کسی غیر نے اپنی طرف سے لکھا ہو گا۔ لہٰذا جب قرائن سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ واقعی کوئی تحریر اس شخص کی ہے جس کی طرف یہ منسوب کی جارہی ہے تو اس کو دینی معاملات میں معتبر سمجھی جاتی ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ کسی قاضی کا ایک فیصلہ جب دوسرے قاضی کے پاس تحریری طور پر لے جایا جاتا ہو تو ضروری ہے کہ اس تحریر کو باقاعدہ دو گواہوں کے سامنے سنا کر ان کے حوالے کی

جائے پھر وہ دونوں اس تحریر کے بارے میں دوسرے قاضی کے سامنے شہادت دیں کہ یہ فلاں قاضی کا خط ہے اسے فلاں قاضی نے ہمیں سنانے کے بعد سربمہر کرکے حوالہ کردیا ہے تاکہ فیصلے کی حیثیت سے اس تحریر کی نسبت پہلے قاضی کی طرف یقینی ہوجائے۔ اسی طریقہ کار کو فقہاء کی اصطلاح میں " کتاب القاضی الی القاضی " کہا جاتا ہے۔ جسے اوپر عنوان میں " شہادت علی القضاء " سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ چنانچہ درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام میں ہے:

"هذَا الْكِتَابَ هُوَ كِتَابُ قَاضِي بَلْدَةِ كَذَا فُلَانِ بْنِ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَقَدْ قَرَأَهُ وَخَتَمَهُ فِي حُضُورِنَا وَسَلَّمَهُ لَنَا , أَوْ لِهَذَا الْمُدَّعِي فِي مَجْلِسِ الْحُكْمِ) فَالشَّهَادَةُ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ تُقْبَلُ بِالِاتِّفَاقِ" [9]

"یہ فلاں علاقے کے فلاں بن فلاں بن فلاں قاضی کا مکتوب ہے، انہوں نے اسے ہماری موجودگی میں پڑھا اور اپنا مہر لگا کر ہمارے حوالہ کردیا، یا مجلس قضاء میں موجود مدعی کے حوالہ کردیا، پس اس طریقہ سے شہادت بالاتفاق قبول کی جائے گی"

ہاں اگر کسی تحریر پر کوئی باقاعدہ شہادت نہ ہو تو پھر اس کی حیثیت محض ایک خبر کی ہوگی جسے معتبر قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تعداد حد استفاضہ تک پہنچ جائے۔ استفاضہ یا خبر مستفیض کا مطلب یہ ہے کہ اس خبر کے بیان کرنے والوں کی کثرت تعداد اتنی ہو کہ ان کا آپس میں کسی جھوٹ پر اتفاق ناممکن ہو۔ استفاضہ کی پوری تفصیل اگلے صفحات میں آرہی ہے۔

۴: گواہی میں تاخیر:

مہینے کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی رؤیت نہ ہونے کی بنا پر آنے والی کل اسی رواں مہینے کا ۳۰ واں دن سمجھا جاتا ہے۔ اب اگر
کوئی شخص اٹھ کر یہ گواہی دے کہ جس دن سے اس مہینے کا آغاز کرکے آج ۲۹ واں دن بنتا ہے، میں نے اس سے ایک دن پہلے چاند دیکھا تھا جس کے حساب سے آج مہینے کا ۳۰ واں دن بنتا ہے، لہذا کل بغیر کسی شہادت کے نئے مہینے کا آغاز کرنا چاہیئے۔ تو اس گواہی کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ نفس شہادت کو دیکھا جائے تو گواہی دینے والے کے عادل وثقہ ہونے کی صورت میں اس شہادت کو قبول کرنا چاہئے کیو

نکہ ابھی مہینہ باقی ہے اور اس کی ابتداء کا تعین اس گواہی سے ہو گیا لہذا عقلی طور پر اس بات میں اب کوئی مانع نہیں رہا کہ اس گواہی کو قبول نہ کیا جائے۔ لیکن دوسری طرف اگر دیکھا جائے کہ گواہی دینے والوں نے گواہی کو کیوں چھپائے رکھا؟ گویا کہ اس نے ایک حق کو چھپا کر ترک فرض کا ارتکاب کیا۔ اس ترک فریضہ نے ان کے اندر عدالت کو مجروح کر دیا لہذا غیر عادل کی گواہی جس بنیاد پر رد کی جاتی ہے اسی بنیاد پر یہ تاخیر والی گواہی بھی رد کر دی جائے گی۔ چنانچہ فقہاء کرام نے اس دوسرے احتمال کو ترجیح دی ہے۔ البحر الرائق میں ہے:

"وَفَرَّعُوا عَلَيْهِ مَا لَوْ شَهِدُوا فِي تَاسِعِ عِشْرِينَ رَمَضَانَ أَنَّهُمْ رَأَوْا هِلَالَ رَمَضَانَ قَبْلَ صَوْمِهِمْ بِيَوْمٍ وَإِنْ كَانُوا فِي هَذَا الْمِصْرِ لَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُمْ ؛ لِأَنَّهُمْ تَرَكُوا الْحِسْبَةَ"[10]

"اور فقہاء نے اس پر تفریع کی ہے کہ اگر لوگوں نے ۲۹ ویں رمضان کو یہ گواہی دے دی کہ ہم نے رمضان کے شروع ہونے

سے ایک دن پہلے چاند دیکھا تھا، اب اگر وہ اسی علاقے / شہر کے ہوں تو یہ شہادت قبول نہیں ہو گی، کیونکہ انہوں نے شرافت کو ترک کر دیا تھا"

البتہ ایک صورت یہ ہے کہ اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے وہ شخص ابتداء مہینے کی گواہی نہ دے سکا، بیمار تھا، مسافر تھا اور یا باہر یعنی شہر سے باہر رہنے والا تھا، آنے کا یعنی سفر کا بندوبست اس کے پاس نہیں تھا۔ یا سواری کا مسئلہ تھا تو اس عذر کی بنا پر پھر اس قسم کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ البحر الرائق ہی میں آگے تحریر فرماتے ہیں: وَإِنْ جَاءُوا مِنْ خَارِجٍ قُبِلَتْ"[11] اور اگر شہر سے باہر سے آیا ہو تو گواہی قبول کی جائے گی" اس سے معلوم ہوا کہ اہل بلد کے لئے کہ اس قسم کی گواہی شرعاً نا قابل قبول ہے البتہ باہر سے کسی آنے والے نے اگر اس قسم کی گواہی دے دی تو قبول کی جاسکتی ہے

۵: دارالحرب میں طریقہ شہادت :

کفرستان میں جہاں پر اسلامی حکومت قائم نہ ہو، تو وہاں ثبوت ہلال یا شہادت کے طریقہ کار کے بارے میں علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ وہاں دارالاسلام کی طرح باضابطہ طور پر شہادت اور مجلس

قضاء کے قیام کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ بغیر کسی قیود و شرائط کے نئے چاند کی رؤیت کے بارے میں محض معتبر شخصیات کی خبر بھی کافی ہو جاتی ہے، چنانچہ عرف الشذی حاشیہ جامع ترمذی میں علامہ شاہ انور شاہ کاشمیری تحریر فرماتے ہیں:

واعلم ان فی بلادنا التی لیست حکومۃ الاسلام فیھا فالحکم فیھا: صوموابقول ثقۃ وافطروا بقولثقتین، ولاینبغی لمفتی العصر المشی علی ما ھو شأن قضاۃ دار الاسلام من الشہادۃوغیرھا"۔[12]

"اور جان لے کہ ہمارے (ہندوستان کے) شہروں میں جہاں اسلامی حکومت نہیں تو یہاں حکم یہ ہے کہ ایک ثقہ اور قابل اعتماد شخص کے قول پر روزہ رکھیں اور دو ثقہ آدمیوں کے قول پر عید کریں۔ اور مفتی کے لئے یہ نہیں مناسب کہ قاضی کی طرح شہادت وغیرہ کے احکامات کا اتباع کرے"

I: استفاضہ اور خبر مستفیض:

ثبوت ہلال کے حوالے سے شہادت کے باب میں استفاضہ کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے ۔تفصیل اس کی یہ ہے کہ ثبوت ہلال کے لئے بنیادی طور پر دو چیزوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ چاند نظر آجائے دوسرا یہ کہ پچھلے مہینے کے 30 دن پورے ہو جائیں، اس طریقہ کار کو"عد" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شہادت دراصل کسی عادل شخص کی زبان سے بیان کردہ اس کلام کا نام ہے جو مجلس قضاء میں چشم دید واقعے کا حال لفظ شہادت کے ساتھ بیان کرے۔ اب اگر کوئی خبر ایسی مل جائے کہ اس کے بیان کرنے والا مجلس قضاء میں حاضر نہ ہو سکتا ہو تو اس کی حیثیت اب شہادت کی نہیں بلکہ محض ایک خبر کی ہو جائے گی۔ چنانچہ اس خبر کو معتبر قرار دینے کے لئے محض اس خبر کا ملنا کافی نہیں بلکہ اس کا درجہ استفاضہ تک پہنچنا ضروری ہے۔یعنی یہ خبر اتنے لوگ بیان کردے جو قابل اعتبار ہونے کے علاوہ تعداد میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان سب کا اکٹھا ہونا کسی جھوٹ پر ممکن نہ ہوں اور نہ یہ احتمال رکھتا ہو کہ ان سب کو کسی واقعہ کے سمجھنے میں غلطی لگی ہو گی۔ لہٰذا ایسی حالت میں کسی قسم کی مجلس قضاء میں شہادت وغیرہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور ثبوت کے اس طریقہ کار کو"استفاضہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس خبر کو"خبر مستفیض" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے:

"فِی الذَّخِیرَةِ قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ : الصَّحِیحُ مِنْ مَذْہَبِ أَصْحَابِنَا أَنَّ الْخَبَرَ إذَا اسْتَفَاضَ وَتَحَقَّقَ فِیمَا بَیْنَ أَہْلِ الْبَلْدَةِ الْأُخْرَى یَلْزَمُہُمْ حُکْمُ ہَذِہِ الْبَلْدَةِ ا ہـ"[13]

"ذخیرہ (کتاب) میں ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے کہاہے، کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ جب خبر مشہور ہوجائے اور دوسرے اہل بلد کے ہاں (طریقہ موجبہ کے ساتھ) پایہ ثبوت تک پہنچ جائے، تو اس دوسرے بلد پر یہ حکم لازم ہوجاتا ہے"

آگے علامہ شامیؒ خبر مستفیض کی وجہ اعتبار کی تفصیل ذکر کرتے ہیں:

" وَوَجْہُ الِاسْتِدْرَاکِ أَنَّ ہَذِہِ الِاسْتِفَاضَةَ لَیْسَ فِیہَا شَہَادَةٌ عَلَى قَضَاءِ قَاضٍ وَلَا عَلَى شَہَادَةٍ لَکِنْ لَمَّا کَانَتْ بِمَنْزِلَةِ الْخَبَرِ الْمُتَوَاتِرِ ، وَقَدْ ثَبَتَ بِہَا أَنَّ أَہْلَ تِلْکَ الْبَلْدَةِ صَامُوا یَوْمَ کَذَا لَزِمَ الْعَمَلُ بِہَا ؛ لِأَنَّ الْبَلْدَةَ لَا تَخْلُو عَنْ حَاکِمٍ شَرْعِیٍّ عَادَةً فَلَا بُدَّ مِنْ أَنْ یَکُونَ صَوْمُہُمْ مَبْنِیًّا عَلَى حُکْمِ حَاکِمِہِمْ الشَّرْعِیِّ فَکَانَتْ تِلْکَ الِاسْتِفَاضَةُ بِمَعْنَى نَقْلِ الْحُکْمِ الْمَذْکُورِ ، وَہِيَ أَقْوَى مِنْ الشَّہَادَةِ بِأَنَّ أَہْلَ تِلْکَ الْبَلْدَةِ رَأَوْا الْہِلَالَ وَصَامُوا" [14]

"اور وجہ استدراک یہ ہے کہ اس استفاضہ میں (اگرچہ) قاضی کے فیصلے کے لئے شہادت نہیں پائی جاتی، اور نہ یہاں شہادت علی الشہادت موجود ہے لیکن جب یہ خبر بمنزلہ خبر متواتر ہوجائے، اور یہ بھی ثابت ہوجائے کہ اس اہل بلد نے فلاں دن روزہ رکھا تھا، تو اس پر (عدمِ شہادت کے باوجود) عمل واجب ہوجاتا ہے۔ کیونکہ عام طور کوئی بلد حاکم شرعی سے خالی نہیں ہوسکتا، تو ضرور پہلے بلد والوں کا روزہ حاکم (یا قاضی) کے فیصلے پر مبنی ہوگا۔ تو یہی استفاضہ (یعنی خبر مستفیض) حکم مذکور کے نقل کے معانی میں ہوگیا

۔اور (ظاہر بات ہے کہ) یہ شہادت سے زیادہ قوی ہے، کہ اس اہل بلد نے چاند دیکھا اور روزہ رکھا ہے"

گویا اس اعتبار سے استفاضہ ثبوت ہلال کا ایک تیسرا طریقہ کار ہوگیا ذیل میں استفاضہ کے شرائط کے بارے میں تفصیل ذکر کی جارہی ہے۔

II: استفاضہ کا مورد، واحد نہ ہو متعدد ہوں:

استفاضہ کی صحت کے لئے کسی خبر کی محض شہرت اور بزبان خلق عام ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ عوام الناس میں عام شہرت کے ساتھ ساتھ جہاں سے خبر نکلی ہوتی ہے وہ مخارج وموارد متعدد ہوں۔ بعض اوقات ایسا ہوجاتا ہے کہ ایک خبر ایک جگہ سے ایسی شہرت اختیار کرلیتی ہے کہ پورا علاقہ اپنے لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ بالخصوص میڈیا کے اس جدید دور میں مواصلات کے نظام نے پوری دنیا کو ایک گاؤں کے مانند بنا کر رکھ دیا ہے۔ لہٰذا استفاضہ کی صداقت کے لئے خبر کی محض کثرت اشاعتکسی طرح بھی کافی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ضروری ہے کہ خبر کے مخارج و موارد اس قدر ہوں جن پر جھوٹ یا کسی جعلی کارروائی کا احتمال نہ پایا جاتا ہو۔

چنانچہ علامہ شامی منحۃ الخالق علی البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں:
"اعْلَمْ أَنَّ الْمُرَادَ بِالِاسْتِفَاضَةِ تَوَاتُرُ الْخَبَرِ مِنْ الْوَارِدِينَ مِنْ بَلْدَةِ الثُّبُوتِ إلَى الْبَلْدَةِ الَّتِي لَمْ يَثْبُتْ بِهَا لَا مُجَرَّدُ الِاسْتِفَاضَةِ؛ لِأَنَّهَا قَدْ تَكُونُ مَبْنِيَّةً عَلَى إخْبَارِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَثَلًا فَيَشِيعُ الْخَبَرُ عَنْهُ، وَلَا شَكَّ أَنَّ هَذَا لَا يَكْفِي بِدَلِيلِ قَوْلِهِمْ: إذَا اسْتَفَاضَ الْخَبَرُ، وَتَحَقَّقَ فَإِنَّ التَّحْقِيقَ لَا يَكُونُ إلَّا بِمَا ذَكَرْنَا"[15]

"جان لے کہ استفاضہ سے مراد کسی خبر کی وہ شہرت ہے جو کہ ثبوت والے شہر سے (بالکل ابتدائی طور پر مستقلاً) متعدد جگہوں سے پھیل کر دوسرے شہر میں (انہی متعدد طرق کے ساتھ مستقلاً) پہنچ گئی ہو، نہ کہ نفس شہرت۔ کیونکہ یہ (محض شہرت) کبھی کبھی رجل واحد کی خبر سے وجود میں آکر اسی (خبر واحد) کو پھیلا دیتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ (یہ درحقیقت ایک فرد کی خبر ہے، جو کہ) فقہاء کے ذکر کردہ تعریف (جب خبر تحقیق کے ساتھ مشہور ہوجائے) کا مصداق نہیں بن سکتا، کیونکہ تحقیق وہی کہلاتی ہے جسے ہم نے ذکر کیا"

مثلاً پاکستان سے رؤیت کی خبر اس وقت کسی دوسرے ملک میں جاکر استفاضہ بنے گا جب یہ خبر پاکستان کے متعدد شہوروں سے نکل کر اسی ملک میں پہنچ جائے، مثلاً پشاور سے، مردان سے، صوابی سے اسلام آباد سے لاہور، کراچی اور اسی طرح مختلف مقامات سے دوسرے ملک میں پہنچ جائے، تو یہ

خبر مستفیض کہلائے گی۔ لیکن اگر اس کے برعکس صرف ایک جگہ مثلاً پشاور سے خبر سعودی عرب پہنچ جائے، اور پھر یہی خبر سوشل میڈیا یا دیگر ذرائع ابلاغ کے وساطت سے مثلاً سعودی عرب میں ہر شہر میں پھیل جائے تو یہ دوسری صورت استفاضہ نہیں کہلائے گا، کیونکہ یہ درحقیقت خبر واحد پھیل چکی ہے۔ نہ کہ اخبار متعددہ۔ لہٰذا استفاضہ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے موارد متعدد ہوں۔

III: مخارج وموارد کا معلوم ہونا:

جب مطلق اشاعتِ خبر کافی نہیں بلکہ اس کے موارد کا متعدد ہونا ضروری ہے تو اس کے ساتھ ساتھ استفاضہ کی صحت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جس مقام سے خبر نکلی ہے وہ معلوم بھی ہو یعنی یقینی طور پر یہ بات معلوم ہو کہ جو شخص اس خبر کو ابتداء واقعہ سے نقل کر رہا ہے اس کی صحت وعدالت کے ساتھ ساتھ وہ معلوم الحال ہو اس میں کسی قسم کی جہالت نہ پائی جاتی ہو، اور نہ اس کے اندر کسی قسم کا ابہام موجود ہو تاکہ یہ خبر محض افواہ نہ ثابت ہو۔ چنانچہ ردالمحتار شامی میں ہے:

"قَالَ الرَّحْمَتِيُّ : مَعْنَى الِاسْتِفَاضَةِ أَنْ تَأْتِيَ مِنْ تِلْكَ الْبَلْدَةِ جَمَاعَاتٌ مُتَعَدِّدُونَ كُلٌّ مِنْهُمْ يُخْبِرُ عَنْ أَہْلِ تِلْكَ الْبَلْدَةِ أَنَّہُمْ صَامُوا عَنْ رُؤْيَةٍ لَا مُجَرَّدِ الشُّيُوعِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ بِمَنْ أَشَاعَهُ كما قد تَشِيعُ أَخْبَارٌ يَتَحَدَّثُ سَائِرُ أَہْلِ الْبَلْدَةِ وَلَا يُعْلَمُ مَنْ أَشَاعَہَا كَمَا وَرَدَ : أَنَّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَجْلِسُ الشَّيْطَانُ بَيْنَ الْجَمَاعَةِ فَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ فَيَتَحَدَّثُونَ بِہَا وَيَقُولُونَ لَا نَدْرِي مَنْ قَالَہَا فَمِثْلُ ہَذَا لَا يَنْبَغِي أَنْ يُسْمَعَ فَضْلًا عَنْ أَنْ يَثْبُتَ بِهِ حُكْمٌ ا ہـ"[16]

"رحمتی کہتے ہیں کہ: استفاضہ کا معنی یہ ہے کہ دوسرے شہر سے (لوگوں کی) متعدد جماعتیں آجائیں جن میں سے ہر ایک (جماعت) اس شہر کے بارے میں کہے کہ انہوں نے (چاند کی) رؤیت (کی بنیاد) پر روزہ رکھا ہے، نہ کہ محض شہرت کی وجہ سے جس کا یہ حقیقت معلوم نہ ہو کہ یہ خبر کہاں سے نکلی ہے۔ جیسا کہ اکثر خبریں مشہور ہو جاتی ہیں کسی کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا، کہ یہ خبر کس نے شائع کی ہے۔ جیسا کہ (حدیث میں) وارد ہے کہ آخری زمانے میں شیطان کسی مجلس میں بیٹھے گا اور ایک بات کہے گا جسے اہل مجلس (ایک دوسرے کے ساتھ) بیان کرتے رہیں گے لیکن (ساتھ یہ بھی) کہتے رہیں

گے کہ یہ بات کس نے کہی تھی۔ تو ضروری ہے کہ اسی طرح خبر نہ سنی جائے چہ جائے کہ اس پر ثبوتِ احکام کا دارو مدار ہو"

استفاضہ کی اس تشریح کو راجح قرار دیتے ہوئے آگے لکھتے ہیں:

"وَهُوَ كَلَامٌ حَسَنٌ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ قَوْلُ الذَّخِيرَةِ إِذَا اسْتَفَاضَ وَتَحَقَّقَ فَإِنَّ التَّحَقُّقَ لَا يُوجَدُ بِمُجَرَّدِ الشُّيُوعِ"[17]

"اور یہ تشریح بہت عمدہ ہے، اس سے مراد (کتاب) ذخیرہ کا وہ قول ہے (یعنی) جب خبر تحقیق کے ساتھ پھیل جائے، کیونکہ تحقق محض شہرت سے حاصل نہیں ہو سکتا"

شہادت کو پرکھنے کا فنی طریقہ کار اور چاند کے بارے میں فنی معلومات

جدید سائنس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حضرت انسان پر عصر حاضر کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آج اسی علم کی

بدولت انسان بے شمار سہولیات سے مالا مال ہے۔ سائنس کی بدولت انسان وہ سہولیات حاصل کر بیٹھا جو کہ وہ ہاتھوں سے کبھی بھی حاصل کرنے کا قابل نہیں تھا۔ چنانچہ میڈیکل سائنس میں علاج ومعالجہ اور تشخیص کے طریقہ کار، صنعت وحرفت میں دن بدن نت نئی ایجادات جرام وکرائم جیسے مقدمات میں تحقیق تفتیش کے طریقے مختلف مواقع میں مختلف قسم کی مشینریوں کا استعمال اور تصنیف وتالیف کے میدان میں کمپیوٹر اور پرینٹ کا کردار وغیرہ مشت نمونہ خوار کے طور پر قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح سائنس کا یک شعبہ فن فلکیات بھی ہے۔ ہمیں فن فلکیات کو بھی اپنے دنیاوی اور اخروی مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔ علم فلکیات سے دین کے بعض احکام ومسائل میں بہترین مدد لی جاسکتی ہے۔ جن میں تخریج اوقات نماز، تعیین سمت قبلہ اور رؤیت ہلال خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ چنانچہ رؤیت ہلال کے باب میں دیگر اموریعنی چاند کی پیدائش اس کا افق سے زاویہ ارتفاع طلوع وغروب آفتاب چاند کے اوقات اور فرق غروبین کے علاوہ یہاں تزکیہ شہود کا طریقہ کار کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ا: شہادت کو پرکھنے کا فنی طریقہ کار:

ثبوت ہلال کے حوالے سے جب کوئی شخص چاند / ہلال دیکھنے کی گواہی دینے کے لئے قاضی کی مجلس میں حاضر ہو جائے۔ اور مجلس میں یہ گواہی دے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے۔ تو اس شخص کے بیان کی صداقت کو معلوم کرنے کے لئے اسے عدالتی تزکئے کے ساتھ فنی تزکیہ کے مرحلے سے بھی گزارنا چاہیئے۔ یعنی پہلے عدالتی تزکیہ کے لئے گواہوں کا عادل ہونا، غیر فاسق ہونا یا اس کے ظاہری حلئے وغیرہ کو دیکھنا وغیرہ ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ فنی طور پر تزکیہ شہود کے طریقہ کار میں چاند کے حوالے سے مختلف فنی امور کو دیکھا جاتا ہے۔ تاکہ اس بات کا یقین حاصل ہو جائے کہ دیکھنے والے نے واقعی چاند دیکھا ہے اسے کوئی دھوکہ اور مغالطہ نہیں لگا ہے اسی طرح یہ بات بھی یقینی (Confirm) ہو جائے گی کہ یہ شخص جھوٹ نہیں بول رہا ہے۔ اس کے برعکس اگر کسی گواہ نے اس مرحلے میں فنی سوالات کے درست جوابات نہیں دئے تو کہا جائے گا کہ اس کا بیان جھوٹ یا مغالطے پر مشتمل ہے۔

۲: چاند کے بارے میں فنی معلومات:

یہاں اس بات کا تذکرہ نہایت اہم ہے کہ سب سے پہلے اس بات کی حقیقت کو سمجھنا چاہیے کہ رؤیت ہلال کے باب میں سائنس یا فن فلکیات کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کس نوعیت کی ہوا کرتی ہیں۔ تاکہ اس پر مبنی احکامات کا سمجھنا آسان ہو جائے۔ چنانچہ فنی کتب کے مطالعے کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ فن فلکیات میں چاند کے حوالے سے فراہم کردہ مواد و معلومات دو قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ ایک اثبات میں اور دوسرا نفی میں۔

اثبات کا مطلب یہ ہے کہ کوئی سائنسدان کسی چاند کے احوال بیان کرتے ہوئے یہ لکھ دے کہ فلاں تاریخ اور فلاں دن کو فلاں چاند نظر آنے کا امکان پایا جاتا ہے اور نفی کا مطلب یہ ہے کہ فلاں دن کے شام کو چاند امکانی طور پر / قطعی طور پر نظر نہیں آئے گا، اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ چاند کی ابھی پیدائش ہی نہیں ہوئی اور دوسری یہ کہ چاند کی پیدائش تو ہوئی ہے لیکن ابھی سورج سے

پہلے غروب ہو چکا ہے۔ اول الذکر (یعنی اثبات) کے حوالے سے چاند کے اخبار شرعاً ممکنات کا درجہ رکھتے ہیں اگرچہ اہل فن اخبار کی اس نوعیت کو بھی قطعیت کا درجہ دیتے ہیں، جبکہ ثانی الذکر (یعنی نفی) کے اعتبار سے چاند کے احوال بالاتفاق قطعیات میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا اسی صورت میں شہادت قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ اسے غلطی اور خطاء پر محمول کرکے رد کر دی جائے گی۔ تاہم چاند کے حوالے سے فن فلکیات بنیادی طور مندرجہ ذیل معلومات فراہم کرتا ہے۔ جن پر چاند کی رؤیت کے امکان وعدم امکان کی پیشن گوئی کی جاسکتی ہے۔

چاند کے احوال کی تحقیق کرتے ہوئے فن فلکیات کے ماہرین چند ایسے معلومات فراہم کرتے ہیں جنہیں مد نظر رکھ کر چاند کو آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے۔ یہی معلومات مندرجہ ذیل نوعیت پر مشتمل ہوتی ہیں۔

I۔ چاند کی پیدائش:

فنی طور پر یہ بات مسلم ہے کہ نئے چاند کا آغاز حالتِ محاق سے ہوتا ہے۔ لہٰذا جب تک حالت محاق [18]، یا جسے چاند کی پیدائش کہا جاتا ہے، واقع نہ ہو تو چاند کا نظر آنا ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ مہینے کے اختتام پر چاند جب ایک دن پہلے سورج کے سامنے آرہا ہوتا ہے تو اس کا تاریک حصہ ہماری زمین کی طرف آجاتا ہے اور جو روشن حصہ ہوتا ہے وہ سورج کی جانب ہی ہوتا ہے، لہٰذا مہینہ مکمل ختم ہونے سے ایک دن پہلے چاند نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد چاند جوں جوں سورج (یعنی حالت محاق) کی طرف بڑھے گا تو مزید تاریک ہوتا چلا جائے گا، اب اس پر سورج کی روشنی تب پڑے گی جب چاند حالت محاق سے آگے نکل کر سورج کے شعاؤں کے سامنے آنا شروع ہو جائے اور اسی کو چاند کی پیدائش کہا جاتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ چاند کے قابل رؤیت ہونے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ چاند کی پیدائش ہو چکی ہو۔

II۔افق پر چاند کا وجود اور بلندی:

چاند کے حوالے سے دیگر کوائف کے علاوہ یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ چاند افق پر موجود ہے اور یہ کتنی دیر کے لئے افق غربی پر کھڑا رہے گا۔ یعنی غروب آفتاب کے بعد چاند کتنے وقفے کے بعد غروب ہوگا؟ ماہرین فلکیات چاند کے اثبات یعنی قابل رؤیت ہونے کے لئے یہ معلومات بھی فراہم کرتے ہیں کہ چاند افق پر ایک خاص بلندی سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ لہٰذا اگر چاند اسی معیار پر پورا نہ اترتا ہو تو اس کے دیکھنے کے امکانات (Chances) کم یا پھر نہ ہونے کے برابر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ماہرین فن نے اس حوالے سے یعنی افق سے چاند کی بلندی کے درجات کو بیان کیا ہے۔ پہلی رات کے چاند کے بارے میں، کہ کب نظر آنے کا قابل ہو جاتا ہے، علماء کے اقوال مختلف پائے جاتے ہیں۔ چانچہ ان اقوال کا تذکرہ کرتے ہوئے قدیم وجدید فلکیات کے ماہر مولانا محمد موسیٰ خان روحانی بازیؒ لکھتے ہیں:

1۔ ایک قول یہ کہ چاند آفتاب سے بوقت غروب دس درجہ مشرق کی جانب ہو تو نظر آئے گا۔

2۔ دوسرا قول یہ ہے کہ کہ آٹھ درجے کا بُعد ہونا چاہیئے۔

3۔ تیسرا قول یہ کہ چاند آفتاب سے شرقاً اتنا بعید ہو کہ غروب شمس کے بعد 40 منٹ تک افق سے بالا چمکتا رہے۔

4۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ بُعد 12 درجے کے فاصلے پر مشتمل ہو۔

5۔ پانچواں یہ ہے کہ 12، 13 درجے کا بُعد ہو 13 درجے سے زیادہ قدیم وجدید کسی ماہر سے نہیں منقول [16]

6۔ چھٹا قول یہ ہے کہ چاند کا ایک فیصد یا اس سے زیادہ حصہ روشن ہو۔[19]

اگر ان معلومات کی بنا پر ماہرین فلکیات چاند کے نظر آنے یا نہ آنے کے قابل کی پیشن گوہیاں دیتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ ان ماہرین کے اپنے اپنے تجربات کی بنیاد پر اختیار کئے گئے معیارات ہیں۔ دراصل یہ حتمی اور قطعی مقداریں نہیں ہیں کہ اس کی مخالفت ہو نہیں سکتی۔ چنانچہ بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ ان اقوال کے برعکس کبھی کبھی چاند 7 درجے کا بھی دکھائی دیا ہے۔ چنانچہ مجھے ذاتی تجربے

کی بنیاد پر اچھی طرح یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ مسجد قاسم علی خان میں تقریبا 81 شہادتیں موصول ہوئی تھیں، جبکہ اس وقت پشاور یونیورسٹی کے ہاسٹل نمبر 9 میں اعتکاف کرنے والوں میں سے بھی تین آدمیوں نے چاند دیکھا تھا وہ اس شہادتوں کے علاوہ تھے۔ اس وقت فنی کتب کے مطابق غروب آفتاب کے بعد چاند نے بیس منٹ بعد غروب ہونا تھا جو کہ کم وبیش پانچ درجے کا چاند بنتا ہے۔ یہ وہی سال تھا جس سال شیخ الحدیث مولانا حسن جان صاحب نے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی سے بوجہ ان شہادتوں کے قبول نہ کرنے کے استعفیٰ دیا تھا۔

III۔ چاند کا سورج سے افقی زاویہ (فرق سمت):

دراصل چاند کے نظر آنے یا نہ آنے میں صرف افق سے بلندی کارفرما نہیں ہوتی۔ افق سے بلندی یعنی سورج اور چاند کے درمیان زاویے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چاند سورج کی قرص یا روشنی سے جتنا زیادہ دور ہوگا اور یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب چاند کی عمر زیادہ ہوتا جائے، اب چاند کی عمر جتنی بڑھتی جائے گی تو اتنا اس کا زاویہ بڑھتے ہوئے اس کے اوپر سورج کی روشنی زیادہ پڑتی رہے گی لہٰذا بنابریں اس کی رؤیت ممکن اور آسان ہوگی۔ اور جتنا سورج کے قریب ہوگا یعنی چاند کی عمر کم ہوگی تو اتنا کم زاویے کے ہونے کی وجہ سے اس پر سورج کی روشنی کم پڑے گی تو نظر آنے کے امکانات کم ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ یہاں چاند کے قابل رؤیت ہونے کے لئے اس پر پڑتی ہوئی روشنی یعنی چاند کی عمر کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جبکہ چاند کے نظر آنے یا نہ آنے میں سورج کی روشنی کی تیزی اور دھیمی ہونے کا بھی کردار پایا جاتا ہے، جسے چاند کا افقی زاویہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر چاند کی بلندی افق پر کم ہے۔ لیکن اس صورت میں چاند افقی زاویہ بڑا بناتا ہوا سورج سے شمالاً جنوباً دور واقع ہے، تو اسی صورت میں اس کی اپنی روشنی اگرچہ کم ہوگی لیکن سورج کی شعاعوں سے دوری کی بنا پر ممکن ہے کہ نظر آجائے لہٰذا امکان رؤیت میں ایک دوسرا کردار سورج کی شعاعوں سے دوری یعنی چاند کے افقی زاویے کا ہوا، چنانچہ سید شبیر احمد کاکاخیل لکھتے ہیں:

"نیز چاند کا صرف افق سے بلندی فیصلہ کن کردار نہیں ادا کرتی بلکہ اس کا سورج کے مقام غروب سے جتنا افقی زاویہ بنتا ہے وہ بھی بہت اہم ہے ۔۔۔۔۔ گویا دوسرے لفظوں میں کم عمر چاند بھی نظر آسکتا ہے بشرطیکہ سورج کے بالکل اوپر نہ ہو"[20]

3: فنی تزکیۃ الشھود کا مرحلہ:

رمضان کے چاند کے لئے جب شعبان مہینے کے انتیس پورے ہو جائیں تو شام کو یعنی انتیس تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد مسلمانوں پر چاند دیکھنا واجب ہو جاتا ہے کہ تمام مسلمان چاند دیکھنے کی کوشش میں لگ جائیں تاکہ رمضان کا پہلا روزہ خراب نہ ہو۔ اور اسی دن مغرب کے بعد رؤیت ہلال کمیٹی کا اجلاس بھی منعقد کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگ چاند دیکھ کر اجلاس میں آکر چاند دیکھنے کی گواہی دے دیں۔ قاضی یا موجودہ دور میں رؤیت ہلال کمیٹی کا چئیرمین ان گواہیوں کی سچائی کو پرکھنے کے لئے تزکیۃ الشہود کے مرحلے سے ان گواہان کو گزارتا ہے۔ تاکہ کوئی غلط گواہی دے کر مسلمانوں کے روزوں کو نقصان نہ پہنچائے۔

تزکیۃ الشہود کا یہ مرحلہ اپنے طور پر دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک کا تعلق ہے گواہی دینے والے شخص یعنی گواہ کے ساتھ، جبکہ دوسرے حصے کا تعلق ہے واقعے کے ساتھ، یعنی چاند نظر آنے کے ساتھ، کہ واقعی گواہی دینے والے شخص نے چاند دیکھا ہے۔ یا اسے کوئی مغالطہ لگا ہے یا جھوٹ بولنے کا شکار تو نہیں ہوا ہے۔ پہلے حصے میں قاضی گواہی دینے والے کے ظاہری وضع قطع کو دیکھ کر آسانی کے ساتھ اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن دوسرے حصے میں اطمینان حاصل کرنا صرف گواہی دینے والے بیان سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے اس کے بیان کا فنی جائزہ لینا پڑے گا۔

سب سے پہلا کام

سب سے پہلے قاضی اوپر ذکر کردہ چاند کے احوال نوٹ کر لے، یعنی آیا چاند پیدا ہو چکا ہے ۔ آیا چاند افق پر موجود ہے؟ جب یہ دونوں باتیں اثبات میں ہوں تب آگے شہادت کا فنی تزکیہ شروع کیا جائے، ورنہ ان باتوں کے نہ ہونے کی صورت میں سرے سے شہادت سننا نہیں چاہیئے۔

دوسرا کام

جب مذکورہ بالا دونوں باتیں ثابت ہوں۔یعنی چاند کی پیدائش ہو چکی ہو اور افق پر موجود ہو، تو تب قاضی چاند کے مذکورہ بالا دہ احوال معلوم کر کے ان کے مطابق گواہ سے مندرجہ ذیل سوالات پوچھنا چاہیئے:

1۔ قاضی صاحب چاند کا مقام طلوع پوچھ لے کہ چاند سورج کے مقام غروب سے کس طرف نظر آیا تھا۔یعنی سورج کے اوپر، دائیں یا بائیں؟

2۔ سورج کے سائے کی مدد سے یا کمپیوٹر پروگرام کی مدد سے چاند کا مقام معلوم کر کے گواہ سے پوچھ لے کہ اس نے چاند کس مقام اور افق سے کتنی بلندی پر دیکھا تھا؟

3۔ اس روز چاند کی تصویر کمپیوٹر کی مدد سے حاصل کرلیں۔ پھر گواہ کے سامنے چند تصاویر ملا کر پوچھا جائے کہ چاند ان میں سے کس تصویر کے مطابق تھا؟

اگر گواہ نے مذکورہ بالا جوابات درست دے دئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے واقعی چاند دیکھا ہے، شہادت درست ہے۔ اور اگر اس نے سوالات کے جوابات غلط دے دئے تو گواہ کو یا مغالطہ لگا ہے اور یا جھوٹ کا ارتکاب کرنے لگا ہے لہٰذا اس صورت میں شہادت قبول کرنے سے انکار کرنا چاہیئے۔

نتائج:

1۔ شہادت کسی بھی واقعے کے بارے میں نفس خبر یا بیان کا نام نہیں کہ کوئی شخص کہہ دے کہ فلاں شخص نے فلاں کام کیا تھا۔بلکہ شہادت اس بیان کا نام ہے جو کہ با قاعدہ کچھ اصول وضوابط کے تحت مجلس قضاء میں وقوع پزیر ہو۔اس کے لئے لفظ شہادت (عربی میں **اَشْہَدُ**) کا ذکر، واقعہ کا چشم دید تذکرہ، قاضی کے سامنے روبرو حاضر ہونا، اگر کسی دوسرے قاضی کے فیصلے کی شہادت دینا ہے تو اس فیصلے کی وہ تحریر جو کہ مجلس قضاء میں پہلے قاضی نے قلمبند کی ہے، پیش کرنا وغیرہ وغیرہ، کا پایا جانا ناگزیر ہے۔

2۔ شہادت کی تین اقسام ہیں پہلی قسم شہادۃ علی الرؤیۃ (شہادت عینی) جس کا مطلب یہ ہے کہ شہادت دینے والا شخص مجلس قضاء میں حاضر ہو کر کسی واقعہ کی چشم دید گواہی دے۔ کہ اس نے خود ایسا کام ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ دوسری قسم شہادت علی الشہادۃ (شہادت کی گواہی) جس کا مطلب یہ ہے کہ گواہی دینے والا شخص یوں کہے کہ میں اس بات کی شہادت دے رہا ہوں کہ میرے سامنے فلاں شخص نے اس طرح کی گواہی دی ہے۔ تیسری شہادت علی القضاء (قاضی کے فیصلے کی گواہی) کسی قاضی کا ایک فیصلہ جب دوسرے قاضی کے پاس تحریری طور پر لے جایا جاتا ہو تو ضروری ہے کہ اس تحریر کو باقاعدہ دو گواہوں کے سامنے سنا کر ان کے حوالے کی جائے پھر وہ دونوں اس تحریر کے بارے میں دوسرے قاضی کے سامنے شہادت دیں کہ یہ فلاں قاضی کا خط ہے اسے فلاں قاضی نے ہمیں سنانے کے بعد سربمہر کر کے حوالہ کر دیا ہے تا کہ فیصلے کی حیثیت سے اس تحریر کی نسبت پہلے قاضی کی طرف یقینی ہو جائے۔ اسی طریقہ کار کو فقہاء کی اصطلاح میں "کتاب القاضی الی القاضی" کہا جاتا ہے۔

3۔ کفرستان میں جہاں پر اسلامی حکومت قائم نہ ہو، تو وہاں ثبوت ہلال یا شہادت کے طریقہ کار کے بارے علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ وہاں دارالاسلام کی طرح باضابطہ طور پر شہادت اور مجلس قضاء کے قیام کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ بغیر کسی قیود و شرائط کے نئے چاند کی رؤیت کے بارے میں محض معتبر شخصیات کی خبر بھی کافی ہو جاتی ہے۔

4۔ اگر کوئی خبر ایسی مل جائے کہ اس کے بیان کرنے والا مجلس قضاء میں حاضر نہ ہو سکتا ہو تو اس خبر کو معتبر قرار دینے کے لئے اس کا درجہ استفاضہ تک پہنچنا ضروری ہے۔یعنی یہ خبر اتنے لوگ بیان کریں کہ وہ قابل اعتبار ہونے کے علاوہ تعداد میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان سب کا اکھٹا ہونا کسی جھوٹ پر ممکن نہ ہوں اور نہ یہ احتمال رکھتا ہو کہ ان سب کو کسی واقعہ کے سمجھنے میں غلطی لگی ہو گی۔ لہٰذا ایسی حالت میں کسی قسم کی مجلس قضاء میں شہادت وغیرہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور ثبوت کے اس طریقہ کار کو "استفاضہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس خبر کو "خبر مستفیض" کہا جاتا ہے۔

5۔ کسی گواہ کی کی صداقت کو معلوم کرنے کے لئے اسے عدالتی تزکئے کے ساتھ فنی تزکیے کے مرحلے سے گزارنا چاہیئے، تاکہ اس بات کا یقین حاصل ہو جائے کہ دیکھنے والے نے واقعی چاند دیکھا ہے اسے کوئی دھوکہ اور مغالطہ تو نہیں لگا ہے۔اس مقصد کے لیے چاند کے بارے میں چند بنیادی امور کا جاننا ضروری ہے۔ جیسے چاند کی پیدایش، افق غربی پر چاند کا وجود اراس کی بلندی، چاند کا سورج سے افقی زاویہ یعنی فرق سمت، وغیرہ وغیرہ

6- تزكية الشہود کا یہ مرحلہ اپنے طور پر دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔سب سے پہلے قاضی اوپر ذکر کردہ چاند کے احوال نوٹ کرلے، یعنی آیا چاند پیدا ہو چکا ہے۔ آیا چاند افق پر موجود ہے ؟ جب یہ دونوں باتیں اثبات میں ہوں تب آگے شہادت کا فنی تزکیہ شروع کیا جائے، ورنہ ان باتوں کے نہ ہونے کی صورت میں سرے سے شہادت سننا نہیں چاہیئے۔

دوسرا کام یہ کہ جب مذکورہ بالا دونوں باتیں ثابت ہوں۔یعنی چاند کی پیدائش اور چاند افق پر موجود ہو تو تب قاضی چاند کے اوپر ذکر کردہ احوال معلوم کرکے ان کے مطابق گواہ سے مذکورہ بالا سوالات پوچھنا چاہیئے۔

7۔ اگر گواہ نے قاضی کے سوالات کے درست جوابات دے دئے تو شہادت کو قبول کیا جائے اور گواہ نے سوالات کے غلط جوابات دے دئے تو شہادت قبول کرنے سے معذرت کیا جائے، کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ گواہ کو چاند نظر آنے میں مغالطہ لگا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(1) مولاناوحید الدین خان قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید ص 893، ادارہ اسلامیات، لاہور وکراچی

, Idara Islamiat Lahore Karachi.93Molana Waheed ul din Khan Qasmi Kiranwi,*Al qamoos al Waheed* P-8

(2) ایضاص893

IBID P-893

(3) طیب شربینی، شمس الدین، محمد بن أحمد الشافعي (المتوفى: 977ھ) **مغني المحتاج لمعرفة معاني ألفاظ المنهاج:** ج2ص 143، دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، 1415ھ - 1994م

Tayyeb Sharbini,Shams ul din Muhammad bn Ahmad ***Mughni ul Muhtaj limaerifat maani Alfaz-l-Minhaj*** pp-2:143

(4) کشمیری، محمد أنور شاہ الكشميري الهندي (المتوفى: 1353ھ) العرف الشذي شرح سنن الترمذي

Kashmiri, Anwar sha ***Al-Urfu-l-Shazi sharah Sunan Tirmizi*** P-

(5) ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ص:7/494

Abni Nujaim , ***Albahr-ul-Raiq sharah kanz-ul-daqaiq*** P:7:494

(6) أیضاص:7/205

7/205IBID P-

(7) أیضاص:7/205

7/205IBID P-

(8) الزبیدی، أبو بكر الحدادي العبادي الحنفي (المتوفى: 800ھ) الجوهرة النيرة ص : 2/235 الناشر: المطبعة الخيرية، الطبعة: الأولى، 1322ھ

Al-Zubaidi, Abubakkar Al-Haddadi ***, Al-Johara Al-nairah*** P-2:235

(9) علی حیدر، درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام، دار عالم الکتب ریاض طبع 1423ھ۔ ص:4/441

Ali Haidar ***Durarul Hukkam Sharh Majallatulahkam***, dar Ala alkutb Riaz P-4:441

(10) ابن نجیم، البحر الرائق، ص:6/167

Abni Nujaim, ***Albahr-ul-Raiq sharah kanz-ul-daqaiq*** P- 6: 167

(11) ایضاج6ص:167

167/6IBID P-

(12) کشمیری، انور شاہ، العرف الشذی، ص:1/335

335/1Kashmiri, Anwar sha ***Al-Urfu-l-Shazi sharah Sunan Tirmizi*** P-

(13) الشامی، ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار ص:ص:3/359

Al-shami, Abn-i-Aabideen, ***Radd-ul-Mukhtar ala al-dur l Mukhtar*** P-3/359

(14) أیضا ج3ص359

P-3:359 IBID

(15) ایضا ص:2/472

IBID P-2:472

(16) الشامی، عمر ابن عابدین ردالمحتار علی الدر المختار 3/359

Al-shami, Abn-i-Aabideen, ***Radd-ul-Mukhtar ala al-dur l Mukhtar*** P-3/359

(17) أیضا3/359

P-3:359 IBID

(18) حالت محاق اس حالت کو کہا جاتا ہے جب چاند، سورج اور زمین کے درمیان ایک لائن میں آجاتا ہے۔

(19) روحانی بازی، مولانا محمد موسی، فلکیات جدیدہ، ص:350، ادارہ تصنیف وادب جامعہ اشرفیہ لاہور 2001ء

Roohani bazi, molana Mosa khan, ***Falkiat jadida*** Tasnif w adab P-350

(20) کاکاخیل، سید شبیر احمد، کشف ہلال، ص:28 ادارہ تحقیقات فلکیہ اسلامیہ پاکستان راولپنڈی

Kaka khel, Syed Shabir Ahmad ***Kashf Hilal***, Tahqiqat Falkia P-28